باب# ۱۱۰

نوتشکیل شدہ ریاست کے ابتدائی ایّام

۲۰ ہجرت کے فوراً بعد قریشِ مکہ کا روّیہ

۲۱ یثرب کے یہود اور رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اُن کا روّیہ

۲۲ ایمان نہ لانے والے غیر یہودی باشندے

۲۳ یہود اور منافقین کا طرزِ عمل

۲۶ اوس و خزرج کو لڑانے کی یہود کی کوششیں

۲۷ قریش مکہ کی پریشانی اور مصروفیات

۲۸ قریش کو اہلِ مدینہ کی جانب سے تجارتی راستہ بند کر دیے جانے کا خوف

۲۸ سعد بن معاذؓ کی قریش کو تجارتی راستہ بند کر دینے کی دھمکی

۲۹ قریش کی جانب سے منافقین اور یہود کو پیغامات

۳۰ قریش، مسلمانوں سے نبٹنے کے لیے ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے

۳۱ طاقت، کمزوری، مواقع اور خدشات کا تجزیہ

۱۱۰واں باب

نو تشکیل شدہ ریاست کے ابتدائی ایّام

مدینے کو اسلام کا مرکز بنانے کے لیے تین ماہ قبل حج کے موقع پر اہلِ مدینہ نے نبی ﷺ اور اہلِ ایمان کو جو یثرب آنے کی دعوت دی تھی، وہ قبول کرلی گئی اور توحید کی بنیاد پر انقلاب کی دعوت کا مرکز مکے سے مدینے میں منتقل ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے تقریباً تمام ہی رفقا اس نئے مرکز میں منتقل ہوگئے، اس منتقلی نے مدینہ کو مکہ کا حریفِ اوّل بنادیا۔ یہ دشمنی صرف دین کے معاملے میں نہ تھی، مدینہ اب مکہ کا معاشی حریف بھی تھا اور پورے حجاز کی قیادت کے لیے سیاسی حریف بھی، صرف یہی نہیں بلکہ مدینہ اب پورے عرب و عجم کے لیے ایک نئے تمدن ہی کا نہیں زندگی کے ہر شعبے میں ایک نئے انقلاب کا داعی بھی تھا۔ مخالفت و مسابقت کی اس کشمکش کے پسِ منظر میں اہلِ مکہ کی نبی ﷺ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ظلم و جبر کے دس[۲] برسوں کی ایک تلخ تاریخ بھی تھی۔ دو فریقوں کی یہ دشمنی یوں اور بھی پیچیدہ ہوجاتی ہے کہ اہلِ مکہ کی اصل دشمنی خود اُن کے اپنے ہم وطنوں اور قریشی مسلمانوں سے تھی جو اُن کے قریبی خونی رشتہ دار تھے، جن کی جڑیں مکہ ہی میں تھیں۔

ہجرت کے فوراً بعد قریشِ مکہ کا روّیہ

قریش آبائی دین سے منحرف اپنے رشتہ داروں پر ہر طرح کا جبر کرکے تھک چکے تھے ہر طرح کی سختیاں، مظالم، پروپیگنڈہ، تخویف و ترغیب کے نفسیاتی حربے استعمال کرچکے تھے۔ نبوت کے پانچویں برس یہ ظلم و تشدد اپنے عروج پر تھا پھر جب یہ لوگ اپنی زمینیں، مکانات اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ

۲ اعلانِ نبوت کے ابتدائی تین برسوں میں قریش نے دعوتِ توحید اور نبی ﷺ کے کام کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی تاآں کہ آپؐ نے کوہِ صفا پر سے سارے اہلِ شہر کو روزِ آخرت سے ڈرایا اور رسالت پر ایمان کی دعوت دی۔ اس طرح مکی زندگی کے تیرہ برسوں میں سے آخری دس برس ہی کسی نوع کی مخالفت، کشمکش اور جبر و ستم کے ہیں۔

کر مکے سے مدینے منتقل ہونے لگے تو ابتداً اِس منتقلی کے ہونے والے نتائج کو سنجیدگی سے نہ لیا تاہم کچھ کیسز میں اُنھوں نے مہاجرین کی چھوڑی ہوئی سب منقولہ اور غیر منقولہ چیزیں ہتھیا لیں اور مدینے میں منتقل مسلمانوں اور مکہ میں رہ جانے والے اُن کے اہل و عیال کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔

یثرب کے یہود اور رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اُن کا روّیہ

یثرب کے اطراف میں، عربوں [اوس، خزرج اور کچھ دیگر] کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں یہود بھی تھے جن کا تعلق تین قبیلوں؛ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع سے تھا، اوس اور خزرج کی طرح ان تینوں میں بھی آپس میں بڑی رقابتیں تھیں، جن کی بنا پر کوئی قبیلہ اگر اوس کا حلیف بنتا تو دوسرا خزرج کا بن جاتا، بنو قریظہ کو بنو نضیر کے لوگ کم تر سمجھتے تھے، قبیلہ بنو قینقاع یہودیوں میں اپنے کو سب سے زیادہ جرأت مند اور بہادر سمجھتے تھے اور اپنی جنگی طاقت و صلاحیت پر اُنھیں بڑا ناز تھا۔ وہ ہمیشہ جنگی اسلحہ کے انبار جمع رکھتے تھے۔اِن یہود کے علاوہ اِکاّ دُکاّ عرب قبائل اوس و خزرج میں بھی یہود تھے، یہ وہ لوگ تھے جن کو اُن کے والدین نے کسی منت کے پوری ہونے پر یہودی بنا دیا تھا یا وہ جنھوں نے شرک کے مقابلے میں توحید کو پسند کیا اور یہودی ہو گئے تھے۔ یہ بہت کم اور انگلیوں پر گنے جانے والے چند لوگ تھے۔

یثرب میں آباد اوس و خزرج اور قریشِ مکہ کے بہت اچھے تعلقات تھے کیوں کہ دونوں ہی نسلاً عرب تھے اور شرکیہ دین پر تھے۔ یثرب اور اطرافِ یثرب میں بسنے والے یہود کے ساتھ بھی قریش کے گہرے نہ سہی مگر جان پہچان اور باہم قدر دانی تھی۔ گزشتہ پانچ چھ برسوں میں اسلام کی مخالفت میں قریش اور یہود کے اشتراک نے دونوں کو قریب کر دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ سے سوالات کرنے کے لیے قریش کا یہود کے ساتھ مستقل سلسلہ جنبانی قایم تھا۔ اسلام، قریش اور یہود دونوں کی مذہبی و تمدنی اجارہ داری کے لیے ایک چیلنج تھا، یوں ایک مشترک دشمنی نے یہودِ یثرب کو قریشِ مکہ سے جوڑا ہوا تھا۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ کے مدینے میں ایک حاکم اور فرماں رواں کی حیثیت سے اچانک داخل ہو جانے پر یہود ایک مخمصے میں پڑ گئے کہ کس طرح آپؐ کی سلطنت میں رہتے ہوئے آپؐ کے دشمن، قریش سے اعلانیہ اپنی ساز باز جاری رکھیں۔ آخرت اور توحید کے علَم بردار ہونے کے ناطے،

آخرت و توحید کی اس نئ دعوت کا اُنھیں خیر مقدم کرنا چاہیے تھا مگر وہ مخمصے میں تھے کہ آخرت و توحید کی حمایت کر کے کیوں کر اُوس و خزرج پر اپنی انفرادیت اور فضیلت جتانے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں گے؟ رسول اللہ محمد ﷺ کی قیادت میں توحید اور آخرت کے عَلَم بردار، دینِ اسلام کے جھنڈے تلے یثرب کے اوس و خزرج کا متحد ہو جانا اور سیاسی اور معاشی اعتبار سے مضبوط تر ہوتے جانا یہود کی مذہبی، معاشی، سیاسی، معاشرتی و تمدنی تمام حیثیتوں کو کم زور کرنے کا اعلان تھا۔

ایمان نہ لانے والے غیر یہودی باشندے

مدینے میں ایمان کی نظریاتی بنیادوں پر سوسائیٹ کے استوار ہونے نے، لوگوں کے درمیان بااثر ہونے اور مرتبہ و مقام رکھنے کے لحاظ سے صف بندی کو تبدیل کر دیا تھا۔ اب شہر میں مال دار اور جتھوں کے سرغنے، بااثر لوگ [VIP, very important personalities] شمار نہیں ہو رہے تھے بلکہ معزز اور بااثر وہ تھے، جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی، جو زیادہ متقی اور اسلام کی راہ میں زیادہ ایثار پیشہ تھے اور جو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ قریب تھے۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ چند افراد کے سوا مدینے میں بسنے والے تمام قبائل کے تقریباً سارے ہی بااثر اور معززین اسلام قبول کر چکے تھے، جن ایک دو بااثر لوگوں کے دل اس نئ دعوت پر مطمئن نہیں تھے یا اِس نئ صف بندی نے جن کی معاشرتی حیثیت کو مجروح و کم زور کیا تھا وہ معاشرتی اور نفسیاتی دباؤ میں جھوٹے دل سے ایمان اور اسلام کا اعلان کر رہے تھے۔ اُن کے لیے جرأت کی کمی کی بنا پر کافر رہنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اِس طرح کے لوگ اندر سے بہت ہی پیچ و تاب کھا رہے تھے اور اُن کی ہم دردیاں فطری طور پر نئے سربراہِ مملکت کے مخالفین کے ساتھ ہو گئی تھیں، یہ منافقین تھے۔

اِس نئ صورتِ حال میں مدینے کی سیاسی بساط پر موثر عوامل کو یوں مختصراً گنا جا سکتا ہے:

۱. مہاجرین اور انصار مدینہ کا دینِ اسلام کے غلبے کے لیے مر مٹنے کا عزم۔

۲. مکے کے مشرکینِ قریش کی اپنے قریشی مسلمان رشتہ داروں سے شدید دشمنی و عداوت۔

۳. مدینے کا مکے کے لیے معاشی، سیاسی اور مذہبی و تمدنی بقا کے لیے ایک خطرہ بن جانا۔

۴. بعینہٖ یہود کاایک دوسرے تناظر میں مسلمانوں کواپنامذہبی، سیاسی اور معاشی حریف دیکھنا۔

۵. بظاہر مسلمان مگر اندر سے یہود اور مشرکین سے ساز باز رکھنے والا مختصر سامنافقین کاٹولہ۔

ریاستِ مدینہ کے ابتدائی ایام میں یہود اور منافقین کاطرزِ عمل

اوپر مذکورہ تمام عوامل اور عناصر مل کر ماحول کی صورت گری کر رہے تھے۔ دو ماہ قبل صفر کے [جنوری ۶۲۲ء] مہینے کے آغاز میں جب اچانک مکے سے مہاجرین کی مدینے میں آمد شروع ہوئی تو یہود اور منافقین نے اپنے آپؐ کو ایک نئی پریشان کن صورتِ حال میں پایا۔ ابھی وہ حالات کو پوری طرح سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ اگلے مہینے رسول اللہ ﷺ بھی مدینے میں آ گئے۔ اُن کے والہانہ استقبال اور اوس و خزرج کے سرداروں اور بااثر افراد کے دل میں اُن کے لیے شدید محبت نے منافقین اور یہود کو مجبور کر دیا کہ وہ ابھی تیل دیکھیں اور تیل کی دھار، اُن کا خیال تھا کہ جلد ہی یہ منظر بدل جائے گا اور اگر اُنھوں نے جلد بازی کی اور فوری مخالفت شروع کی تو مارے جائیں گے۔ وہ یہ بھی گمان کر رہے ہوں گے کہ جلد ہی قریش کے سورما آ کر اپنی قوم سے اُٹھنے والے اس نئے نبی اور اُس کے ماننے والوں سے نبٹ لیں گے، ہمارے سر اِن کا خون نہیں ہو گا۔

عبداللہ بن ابی

مدینے میں نبی ﷺ کے ابتدائی دن تھے، عبداللہ بن ابی نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اِنھی دنوں کی بات ہے کہ خزرج کے ایک بڑے سردار سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ یثرب کے امیر سرداروں نے اپنی قلعہ نما حویلیاں بنائی ہوئی تھیں۔ سعد بن عبادہ کے گھر کے راستے میں عبداللہ بن ابی کی حویلی "مزاحم" پڑتی تھی۔ جب آپؐ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی حویلی کی دیواروں کے سائے میں اپنے لوگوں میں چوپال جمائے بیٹھا تھا۔ اگرچہ آپ مدینے کے سربراہ تھے لیکن اخلاقاً ضروری تھا کہ اُس کے قبیلے کے لوگوں کی خاطر حسبِ مرتبہ اُس کو عزت دی جاتی۔ آپؐ اپنے خچر سے اترے اور تھوڑی دیر کے لیے اُس کے پاس رُکے اور قرآن کی تلاوت فرما کر اُسے اسلام کی دعوت دی۔ جب رسول اللہ ﷺ خاموش ہوئے تو عبداللہ

بن ابی ان کی جانب مڑا اور کہنے لگا"اگر اس میں صداقت ہے تو کوئی بات بھی بہتر نہیں اُس بات سے جو آپؐ نے کہی ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ آپؐ اپنے گھر بیٹھیں اور جو کوئی آپؐ کے پاس آئے اُسے تبلیغ کیجیے اور جو کوئی آپؐ کے پاس نہیں آتا اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیجیے۔" صاف الفاظ میں عبداللہ بن ابی کی اِس بے ہودگی پر مجمع میں سے عبداللہ بن رواحہؓ نے برجستہ اُس کی خبر لی۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے اُس سے کہا:

"نہیں! آپؐ ہم میں وہ بات ضرور لے کر آئیں [جو آپؐ کے رب نے ہمارے لیے بھیجی ہے]، ہمارے اجتماعات میں، ہمارے محلّوں میں اور ہمارے گھروں میں [جہاں چاہیں] ضرور تشریف لائیں۔ کیوں کہ آپؐ کی تشریف آوری اور آپؐ کا پیغام ہمیں بہت پسند ہے اور یہ کہ اللہ نے آپؐ کی تشریف آوری کے ذریعے ہم کو یہ موقع دیا ہے کہ ہم ہدایت پائیں"۔

عبداللہ بن رواحہؓ تو وہ شخص تھے کہ جن کے بارے میں عبداللہ بن ابی کو یقین تھا کہ ہر موڑ پر اُن کی حمایت پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ قریبی دوست کے اس ردِ عمل پر اُس نے مایوسی کے عالم میں ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ جب کسی کو اس کے دوست بے وفائی کر کے چھوڑ جائیں تو پھر اس کی شکست لازم ہے۔ دونوں ہی کے لیے یہ اجتماع ناخوش گوار لہریں چھوڑ گیا۔ عبداللہ بن ابی پر یہ بات اب کھل گئی کہ اب مخالفت فضول ہے، مستقبل قریب میں اِس نئے سربراہِ مملکت کی شکست کے کوئی آثار نہیں، اُسے ایک لمبی شاطرانہ جنگ کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ دوسری جانب اپنی قوم (قریشِ مکہ) سے باتیں سن کر آنے والے مہاجرؐ نے پرایوں سے بھی کچھ سن لیا، دل پر کیا قیامت گزری ہوگی! کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے اُٹھ چلے۔ اس کے باوجود کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے آپؐ کی شایانِ شان وکالت کی اور مطعون کرنے والے کے کلیجے پر چھرے چلا دیے مگر، جب آپؐ سعد بن عبادہؓ کے مکان میں داخل ہوئے تو..

.... دِل ہی تو ہے نہ کہ سنگ و خشت، غم سے بھر نہ آئے کیوں!

سعدؓ نے آپؐ کا مغموم چہرہ دیکھتے ہی سوال کیا کہ یارسول اللہ آپؐ کو کیا پریشانی لاحق ہے؟ جب آپؐ نے عبداللہ بن ابی کے رَوّیے کا ذکر کیا تو سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپؐ اس سے نرمی کا برتاو فرمائیں کیوں کہ جب اللہ آپؐ کو ہمارے درمیان لایا تو ہم اس کی تاج پوشی کی تیاری کر رہے تھے

آپؐ کی آمد سے اُس کی بادشاہت ماری گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُس کی یہ محرومی کبھی نہ بھول سکے اور ساری زندگی اُس کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہے۔ دوسری جانب عبداللہ بن ابی پر بھی جلد ہی یہ بات کھل گئی کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اُس کا اسلام نہ لانا اُس کے لیے بے وقعتی کا باعث بن رہا ہے، لیکن اگر وہ بظاہر جھوٹے دل سے بھی اسلام کا دم بھر لے تو قبیلے والوں کے دلوں میں اس کے گرتے وقار و اقتدار کو استحکام حاصل ہو سکتا ہے کیوں کہ عرب ہونے کے ناطے وہ عربوں کی فطرت کے اس وصف سے زیادہ واقف تھا کہ وہ دیرینہ اطاعت و فرماں برادری کے رشتوں کو اُس وقت تک نہیں توڑتے تھے جب تک ایسا کرنے کی کوئی بہت ہی بڑی وجہ نہ بن جائے۔ بدر کی فتح کے بعد آخر کار اُس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرنے میں بہت زیادہ وقت ضائع نہ کیا، ہائے نفاق کے مارے اُس کے دل پر کیا کیا انگارے نہ ٹوٹے ہوں گے جب اُس نے اسلام کا اعلان کیا ہوگا۔ نازل ہوتا ہوا قرآن نفاق کے مارے دلوں کی کیفیات اور اُن کے روّیوں کی وضاحت کرتا رہا، لوگ سر کی آنکھوں سے ساروں کو نہ سہی مگر عبداللہ بن ابی کو ضرور پہچاننے لگے۔ باقاعدگی سے نمازوں میں شرکت کے باوجود مسلمانوں کو اس پر کبھی اعتبار نہ آیا۔ کچھ اور لوگ بھی تھے جن کے بارے میں مسلمانوں کو شبہ تھا لیکن عبداللہ بن ابی کا معاملہ اس لیے تشویش ناک تھا کیوں کہ اس کا کافی ایسے لوگوں پر اثر تھا، جن کو اس کی وسوسہ اندازی سے گم راہ ہونا بڑا مرغوب تھا۔ اُس کا بیٹا، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مخلص مومن اپنے منافق باپ کو خوب پہچاننے والا تھا، اس کی بیٹی جمیلہ بھی اپنے باپ کے چکر میں نہ آئی مگر پھر بھی یہ نامراد مرتے دم تک نفاق کی چادر اوڑھے رہا اور رحمت اللعالمین سے دعاؤں کا خواست گار رہا یہاں تک کہ قرآن مجید نے فیصلہ کر دیا کہ "ایسے" منافق کے حق میں تو آپؐ کی دعا بھی نامقبول ہے۔

تاریخ میں مرقوم یہود اور منافقین کا رویہ یہ بتاتا ہے کہ وہ بہت مطمئن تھے کہ قریش مسلمانوں سے نبٹ لیں گے، اُنھیں فی الوقت مسلمانوں کے ساتھ بنا کر اطاعت گزاری کا روّیہ دکھانا چاہیے، یہی وجہ بنی کہ جب فرماں روائے مدینہ نے حکم رانی سنبھالنے کے چند ہی ہفتوں کے بعد جب کہ تعمیرِ مسجد بھی مکمل نہیں ہوئی تھی اپنا پہلا آرڈیننس [۳] جاری کیا تو یہود اور منافقین نے چوں تک نہ کی اور بلا کسی

۳ جسے تاریخ کی کتابوں میں کتاب، حکمنامہ، اعلامیہ، منشور، میثاق، معاہدہ جیسے ناموں سے جانا جاتا ہے

چون وچرا کے خاموشی سادھ لی کہ گویا سب کچھ منظور ہے، منحرفین کی یہی خاموشی، رضا مندی پر محمول کی گئی اور جب بھی قریش مدینے کو صفحہ زمین سے مٹانے پہنچے یہود اپنے خُبثِ باطن [حسد و کینہ] کو نہ چھپا سکے، گرچہ پیٹ کے ہلکے نہ تھے مگر کتنا صبر کرتے دلوں کا درد زبان پر آتا رہا۔ جب بھی دل کی باتیں زبان پر آئیں اور اِن کے اعمال نے خُبثِ باطن کا ساتھ دیا تو اُن کا طرزِ عمل غدّاری اور عہد شکنی پر محمول کیا گیا اور جس آرڈی ننس/اعلامیے نے اُن کو امان مہیا کی تھی اُس کی خلاف ورزی اُن کی فردِ جرم بن گئی، نتیجتاً سزا کے مستحق ٹھہرے۔ سب سے پہلے بدر کے بعد اُن کی ہائے ہو بنو قینقاع کو لے ڈوبی، غزوہ اُحد کے بعد نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قتل کی سازش کے فاش ہونے پر بنو نضیر کا خُبث باطن ظاہر ہوا تو جلا وطن کیے گئے اور اِن کا آخری قبیلہ بنو قریظہ غزوہ خندق میں قریش کا ساتھ دینے کے جرم میں اس طرح مارا گیا کہ مدینے کے اطراف یہود سے خالی ہو گئے، اب یہود بہت دور خیبر میں تھے جس سے مدینے کو فوری کوئی خطرہ نہ رہا۔

اوس و خزرج کو لڑانے کی یہود کی کوششیں

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مدینے پہنچنے پر اوس و خزرج کے باہم شیر و شکر ہو جانے سے یہود بے چین ہو گئے۔ دونوں کو لڑانے کے لیے ایک منصوبے کے تحت ان کی ملی جلی مجلس میں جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دیا گیا اور ایک یہودی نوجوان خوش الحانی سے جنگِ بعاث کے دوران کہے گئے اشعار سنانے لگا، دونوں جانب لوگوں کے جذبات بھڑک اُٹھے، بات تلخ کلامی سے بڑھ کر یہاں تک پہنچ گئی کہ مقابلہ کے لیے اسی وقت ایک مقام طے ہو گیا اور دونوں طرف سے ہتھیار لاؤ ہتھیار لاؤ کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور اوس و خزرج کے جذباتی لوگ میدان میں نکل پڑے، اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جوں ہی اس حادثے کی خبر ملی تو آپؐ مہاجرین کے ساتھ طے شدہ میدان میں تشریف لائے اور فرمایا: "اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ سے ڈرو، کچھ تو اللہ کا خوف کرو، کیا جاہلیت کی باتوں پر دست و گریباں ہو؛ حالاں کہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں، تمھیں اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اور اسلام سے عزت دی اور اسلام کے ذریعے جاہلیت کی باتیں تم سے دفع کر دیں اور اس کے ذریعہ تمھیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعہ تمھارے اندر الفت و محبت پیدا کر دی" اہلِ ایمان پر مشتمل اوس اور خزرج کی مقابل دونوں

صفوں میں ایک ٹھہراؤ آگیا، جذبات ٹھنڈے ہوگئے اور پشیمانی نے غلبہ پالیا، دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے سے لپٹ گئے یوں ایک بڑا فتنہ اپنی کونپل ہی میں نہ صرف مر گیا بلکہ آنے والے دنوں میں ایسے فتنے کے خاتمے کی ایک روایت بھی ڈال گیا، اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے شر میں سے خیر کو پیدا کردیا۔۔

ریاستِ مدینہ کے ابتدائی ایام میں قریش مکہ کی پریشانی اور مصروفیات

مدینہ کی ریاست کے قیام کے ابتدائی دنوں میں نبی ﷺ کے سامنے یہود کے بظاہر فدویانہ روّیے کو جان لینے کے بعد ہمیں مکہ میں جاکر ذرا قریش کے احوال دیکھنے چاہییں۔ اُدھر قریش ہاتھ مل رہے تھے کہ اُن کی ساری تدابیر کے باوجود محمد ﷺ کیوں کر مکے سے نکل گئے؟ وہ اس پر بھی پشیمان تھے کہ اُنھوں نے کیوں کر اسلام قبول کرنے والے اپنے عزیز و اقارب کو مکے سے نکل جانے دیا۔ اُنھیں اوس اور خزرج پر بھی بہت غصہ تھا، جنھوں نے اہلِ مکہ سے ساری پرانی دوستی اور قرابت کے باوجود اُن کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا تھا۔ معاملہ صرف کچھ لوگوں کے چلے جانے کا نہیں تھا بلکہ اُن لوگوں کے چلے جانے کا تھا جو اِس مشن کی کام یابی پر عرب و عجم کی بادشاہی کی نوید سناتے تھے؛ اگر یہ نوید، حقیقت میں بدل گئی! .... اور مدینے میں مسلمانوں کا ایک مرکز بننے کے بعد اس کے حقیقت بننے کے آثار بھی صاف نظر آرہے تھے۔ مدینے کے پاس سے گزرتی قریش کی تجارتی شاہ راہ مسلمانوں کی دسترس میں آگئی تھی۔ قریش کی بقا اب صرف اس میں تھی کہ مدینے پر حملہ کرکے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔

حرم کے باسی اور متولی اور حجاج کے میزبان ہونے اور اپنی عمدہ تجارت کی وجہ سے سارے جزیرۃ العرب میں قریشِ مکہ کو دینی و دنیاوی قیادت حاصل تھی، مگر مدینے میں نئی صورتِ حال نے حجاز میں بسنے والے ہر ذی عقل پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح کردی تھی کہ اگر قریشِ مکہ نے فیصلہ کن اقدام نہ کیا تو مدینہ، اُن سے یہ دونوں قیادتیں جلد چھین لے گا۔ قریش نے حجاز میں اپنی ساکھ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حجاز کے مختلف ممالک میں آباد دوسرے مشرکین کو بھڑکا کر مدینے کے معاشی بائیکاٹ کی کوششیں شروع کردیں جس کی وجہ سے مدینہ کی درآمدات کم ہونا شروع ہوگئیں۔ دوسرا کام اُنھوں نے یہ کیا کہ اہلِ مدینہ پر حرم کے دروازے بند کردیے، تیسرا کام یہ کیا کہ اُنھوں نے منافقین اور

یہود سے خفیہ سلسلہ جنبانی شروع کیا کہ اسلام کے دشمن اہلِ یثرب مسلمانوں کو مدینے سے خود ہی نکال دیں ورنہ قریش مدینے پر حملہ کر کے یہ کام خود ہی انجام دے لیں گے۔ چوتھا اور آخری کام یہ کیا کہ جنگی تیاریاں شروع کر دیں، اس کے لیے قریش کے اکابرین نے ذہن سازی شروع کی اور ماحول کو گرم کرنا، سرمایہ جمع کرنا اور اسلحہ خریدنا شروع کیا اور اپنے تجارتی قافلوں کی شدید نگرانی کا اہتمام کرنے لگے۔

قریش کو اہلِ مدینہ کی جانب سے تجارتی راستہ بند کر دیے جانے کا خوف

قارئین کو یاد ہو گا کہ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد یثرب کے حاجی واپس روانہ ہو گئے تھے۔ جب سرداران قریش کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ یثرب کے مسلمان حاجی آپ ﷺ کے ہاتھ پر یہ عہد کر کے گئے ہیں کہ اگر وہ مدینہ تشریف لے آئیں تو وہ آپؐ کی حفاظت کے لیے سارے عرب سے جنگ کریں گے تو اُن کے تیز رفتار سواروں نے اہل یثرب کا تعاقب کیا وہ کافی آگے نکل چکے تھے، تاہم سعد بن عبادہؓ اور منذر بن عمروؓ، اُن کو پیچھے رہ جانے والوں میں مل گئے، منذر زیادہ تیز رفتاری سے اُن کو چکمہ دینے میں کام یاب ہو گئے البتہ سعد بن عبادہؓ گرفتار کر لیے گئے اور ان کے ہاتھ گردن کے پیچھے اُنھی کے کجاوے سے باندھ دیے گئے اور پھر اُنھیں اذیت دیتے ہوئے مکہ لایا گیا، لیکن وہاں مطعم بن عدی اور حارث بن حرب بن امیہ نے آکر اِن کو چھڑا دیا کیوں کہ ان دونوں کے قافلے یثرب سے سعدؓ کی پناہ ہی میں گزرتے تھے۔ سعد بن عبادہؓ کا بچ جانا قریش کے اس خوف کا مظہر تھا کہ اہلِ مدینہ سے کشیدگی کا مطلب اُن کی تجارت کا خاتمہ ہے۔

سعد بن معاذؓ کی قریش کو تجارتی راستہ بند کر دینے کی دھمکی

نبی اکرم ﷺ کے مدینے آنے کے بعد کچھ ہی دنوں میں سعد بن معاذؓ عمرہ ادا کرنے مکہ گئے اور اُمیّہ بن خلف کے مہمان ہوئے۔ انھیں اندازہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے میزبان ہونے کے ناطے اُن کو لوگ اچھی نظروں سے نہیں دیکھیں گے چناں چہ انھوں نے اُمیہ سے کہا: میرے بیت اللہ کے طواف کے لیے کوئی ایسا مناسب وقت رکھو کہ جب سردارانِ قریش کی نظروں میں نہ آؤں۔ اُمیّہ اس امید پر کہ سخت گرمی میں ذرا سنّاٹا ہو گا، دوپہر کے قریب اُنھیں لے کر نکلا تو ابو جہل سے ملاقات

ہو گئی۔ اس نے اُمیہ کو مخاطب کیا: ابو صفوان تمھارے ساتھ یہ کون ہے ؟اُمیہ نے کہا: یہ سعدؓ ہیں۔ ابو جہل نے سعدؓ کو مخاطب کرکے کہا: ''کیا خوب! کس امن واطمینان سے تم طواف کررہے ہو درآں حالیکہ تم لوگوں نے منحرفین کو پناہ دے رکھی ہے اور تمھیں یہ جرأت ہوئی کہ ان کی حفاظت واعانت بھی کرو۔ سنو! واللہ! اگر تم ابو صفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر زندہ سلامت واپس نہ جا سکتے تھے۔ اس پر سعدؓ نے بڑی بے باکی سے باآواز بلند کہا: ''سن! اللہ کی قسم اگر تو نے مجھ کو اس سے روکا تو میں تجھے ایسی چیز سے روک دوں گا جو تجھ پر اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہو گی۔ آپ کا اشارہ اہل مدینہ کے پاس سے گزرنے والا اہلِ مکہ کا تجارتی راستا تھا۔ یہی وہ خوف تھا کہ انجامِ کار مدینے میں مقیم مہاجرین کو قریش نے کہلا بھیجا کہ: تم بے فکر و مغرور نہ ہونا کہ مکہ سے بچ کر نکل آئے ہو، ہم یثرب ہی پہنچ کر تمھارا استیاناس کر دیں گے۔

قریش کی جانب سے منافقین اور یہود کو پیغامات

نبی ﷺ کے مدینہ پہنچتے ہی قریش ِمکہ نے عبد اللہ بن اُبی کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا، اُس وقت تک عبد اللہ بن ابی نے ظاہراً ابھی اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا، عقبہ کی گھاٹی میں تین ماہ قبل حجاج کے قافلے میں یہی تھا جس نے قریش کو یہ یقین دلایا تھا کہ ''میرے قافلے میں سے کسی نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر قریش کے خلاف لڑنے کی بیعت نہیں کی ہے، اگر اُنھیں کچھ کرنا ہوتا تو مجھ سے پوچھے بغیر ہر گز نہ کرتے'' قریش کا گمان تھا کہ وہ اہلِ یثرب کا سردار ہے۔ جیسا کہ جنگِ بعاث کے بعد وہ اس کی سربراہی پر متفق ہو چکے تھے اور اُس کے لیے تاجِ شاہی بھی تیار ہو رہا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف نہ لاتے تو اوس اور خزرج کے متفقہ سربراہ کی حیثیت سے اُس کی تاج پوشی طے تھی۔ قریش مکہ نے عبد اللہ بن اُبیّ اور اس کے ہم نوا مشرک یثربیوں کو، جن کے عبد اللہ بن اُبیّ کی مجوّزہ حکومت سے مناصب اور مفادات وابستہ تھے، خط میں یہ لکھ کر بھجوایا تھا کہ: 'تم لوگوں نے ہمارے آدمی [محمد ﷺ] کو پناہ دے رکھی ہے، اس لیے ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اُس سے لڑائی کر کے اُسے نہیں نکال دیتے تو پھر ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمھارے سارے قابلِ جنگ مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمھاری عورتوں کی عزت پامال کر ڈالیں گے۔'' اس

خط کے ملنے پر عبداللہ بن اُبیّ قریش مکہ کے مطالبے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنے لگا۔ تمام یثربی جن کے مفادات یا جذبات پر نبی ﷺ کے آنے سے کسی طور چوٹ لگی تھی عبداللہ بن ابی کے گرد جمع ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس اجتماع کی خبر ہوئی تو آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "کیا قریش کی دھمکی نے تم لوگوں پر بہت اثر کیا ہے؟ خبردار، اس لڑائی میں ملوث ہو کر تم خود اپنے آپ کو جتنا نقصان پہنچاؤ گے، قریش اس سے زیادہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ کیا تم اپنے بیٹوں بھائیوں سے خود ہی لڑنا چاہتے ہو؟ نبی ﷺ کی یہ بات سن کر لوگ منتشر ہو گئے۔

قریش، مسلمانوں سے نبٹنے کے لیے ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے

قریش گہرے غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر تو دار الندوہ کے اجلاس میں ہی پہنچ چکے تھے کہ اُن کی اور اُن کے شرکیہ دین اور اُن کی معیشت و سیاست کی بقا صرف اور صرف اسی میں مضمر ہے کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے، مگر جب اللہ نے اُسے اپنی حفاظت میں یثرب پہنچا دیا اور پھر یثرب میں جو اُس کی شانِ پذیرائی کے قصے سُنے اور پھر عبداللہ بن ابی اور یہود تک نے جب محمد ﷺ کو مدینے سے نکالنے کے مطالبے پر کان نہیں دھرے تو وہ جان گئے کہ مدینے پر حملہ کر کے اس نوزائیدہ مملکت کو ختم کیے بغیر وہ عرب میں نہ اپنی امتیازی قائدانہ حیثیت برقرار رکھ پائیں گے اور نہ ہی دو وقت کی روٹی چین سے مل پائے گی، چناں چہ اُنھوں نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں، وہ قافلہ، جس کی حفاظت کے لیے جانے والے قریش کے لشکر نے بدر کے میدان میں شکست کھائی دراصل جنگی مقاصد کے لیے ترتیب دیا گیا تھا، ہم اس کی تفصیل، اِن شاء اللہ اگلے برس یعنی سنہ ۲ ہجری کے واقعات کے ساتھ کریں گے۔

قریش مکہ کے اس کشمکش کے دوران اُٹھائے جانے والے اقدامات کا خلاصہ یہ ہے۔

- معاشی بائیکاٹ سے مدینہ کی درآمدات کم کرنے کی کوششیں۔
- اہلِ مدینہ پر حرم کے دروازے بند کر دینا
- منافقین اور یہود سے مسلمانوں کے خلاف ساز باز۔
- مدینے سے جنگ کے لیے: ذہن سازی، سرمایہ جمع کرنا اور اسلحہ خریدنا شروع کیا۔

- تجارتی قافلوں کی شدید نگرانی۔
- شعرا اور گانے والی لونڈیوں کو جنگ سے قبل ابھارنے اور دورانِ جنگ مستی کے لیے آمادہ کرنا۔

طاقت، کمزوری، مواقع اور خدشات کا تجزیہ

گزشتہ صفحات میں دی گئی تفصیل سے قارئین کے سامنے مدینے کی ریاست کے ابتدائی ایام کے احوال و مسائل کی ایک تصویر نظروں کے سامنے ہو گی۔ اندازہ کیجیے کہ باہر مکہ میں ایک زبردست دشمن ہے اور اطراف مدینہ میں بھی یہود ہیں جو بیرونی جارحیت کی شکل میں حملہ آوروں کا ساتھ دے سکتے ہیں اور اندر چھپے منافقین ہیں جو آپؐ کی حکمت عملی کی جاسوسی کر سکتے ہیں اگر اُس دور کا طاقت، کمزوری، مواقع اور خدشات کے تجزیے [SWOT Analysis] کا چارٹ بنایا جائے تو وہ کچھ اس طرح بنے گا:

طاقت: اللہ کی مدد و استعانت، مخلص مومنین کا جذبہ اطاعت و جاں نثاری۔ شہر میں زراعت ایک طاقت تھی جس کی موجودگی میں دشمن غذائی اجناس کی فراہمی کو روک کر بہت زیادہ پریشان نہیں کر سکتا۔ یہود اگر آرڈی نینس کی اطاعت کریں تو اطراف شہر کی مؤثر حفاظت اور اُن کے اسلحہ ساز کارخانوں سے اسلحہ کی فراہمی۔

کمزوریاں: غیر متعین حدودِ سلطنت اور منتشر قبائل اور اقوام پر مشتمل شہر۔ ابتدا میں افرادی طاقت، اسلحہ اور سواریوں کی کمی، مالی کمزوری اور مہاجرین کی آمد سے معاشی بوجھ، شہر کی چہار اطراف میں سے ایک پر یہود کا قبضہ[۴]، نومسلم مدینے کی ناتربیت یافتہ آبادی۔

مواقع: یہود اور منافقین کا سر جھکا کر رہنے سے فائدہ اُٹھایا جائے اور اُن پر کڑی نظر رکھی جائے۔ تجارتی شاہ راہ کی نگرانی، ناکہ بندی کے ذریعے دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے۔ یہود اور مشرکینِ قریش کے درمیان اُن افراد سے استفادہ جن کے دل اسلام کی جانب نرمی اختیار کر چکے ہیں۔

خدشات: یہود اور منافقین آرڈیننس کی خلاف ورزی کریں یا قریش اچانک حملہ کر دیں یا درآمدات مکمل ختم ہو جائیں، یہود متحد ہو کر مقابلے پر آ جائیں، منافقین بد دلی پھیلائیں، اوس اور خزرج کی

---

۴ ایک جانب ناقابل عبور پہاڑیاں، دوسری جانب یہود کی بستی، تیسری جانب باغات، چوتھی جانب کھلی زمین تھی جس پر غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودی گئی تھی۔

پرانی عداوت کو تازہ کریں یا ارتداد کریں اور اس کا چلن عام کرنے کی کوشش کریں۔

آج سے ڈیڑھ ہزار برس قبل جب انتظامی اور تجزیاتی علوم (Management Science and Social Analytical Tools) اتنے ترقی پذیر نہیں تھے، ہم دیکھیں گے کہ نبی ﷺ نے بڑی ہی باریک بینی سے تمام حالات و معاملات کا تجزیہ کر کے اپنی طاقت کو ذرہ برابر ضائع کیے بغیر اُس میں مستقل اضافہ کیا، مدینے کو درپیش کم زوریوں سے مضبوطی کی طرف لے گئے، ایک ایک موقع سے فائدہ اُٹھایا اور ہر خطرے سے نبٹنے کی از بس کوشش کی اور یہ سب اُس بے سرو سامانی کے عالم میں کیا جب دو وقت پیٹ بھر کھانے کو نہ نبی ﷺ کو اور نہ ہی اہلِ مدینہ کو میسر تھا اور یہود سے سودی قرض کا سوال ہی نہیں تھا۔ ہم اِس وقت نکتہ بہ نکتہ مذکورہ امور کی تفصیل میں نہیں جاتے کہ یہ باتیں اپنے نتائج کے ساتھ کم از کم غزوہ خندق کے بعد سامنے آئیں گی کہ اُس عبقری انسان ﷺ نے کیا کچھ کر دکھایا۔ فی الوقت ہم صرف اُن امور کو فہرست کر رہے ہیں، جن سے ریاست مدینہ کے قیام کے ساتھ وحی کی رہ نُمائی میں تمام جہتوں میں کام کا آغاز کیا گیا۔ آنے والے صفحات میں اِن میں سے ہر ایک کی تفصیل سامنے آسکے گی۔

- اقامتِ صلوۃ: تعمیر مسجد
- امور داخلہ: پہلا آرڈیننس، سیاسی حکمتِ عملی
  - ✓ حدودِ حکومت میں جاری سابقہ نظام اور نئے نظام کے تعلق کی نوعیت متعین کرنے والا فرمان نبوی یا نئی حکومت کا اعلامیہ، حکومت کے مخالفین [منافقین] سے تعلقات
- نئے ماحول سے سازگاری
- سورۃ الحج اور سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر: اذان وخطبات، سورۃ الجمعہ، سورۃ المزمل
- مواخات و معاشیات
- امورِ خارجہ
- دفاعی انتظامات